فقہ السیرہ

ایمانِ والدینِ کریمینِ رسولِ اکرم ﷺ

مجلہ فقہ اسلامی کے گزشتہ شمارہ میں جلال الدین عمری صاحب کا ایک مضمون بعنوان غیر مسلموں سے سماجی تعلقات شائع ہوا' جس میں مضمون نگار نے غیر مسلم عزیز کی قبر کی زیارت کے ذیلی عنوان میں صحیح مسلم اور سنن ابی داود کی ایک روایت اور اس پر امام نووی رحمہ اللہ علیہ کی تعلیق سے استدلال کرتے ہوئے حضور ﷺ کی والدہ محترمہ کو معاذ اللہ غیر مسلمہ و مشرکہ تصور کیا ہے ہم نے یہ مضمون اپنے ایک اختلافی نوٹ کے ساتھ شائع کرنے بھیجا تھا تاکہ مخالف نقطہ نظر پر اہل علم گفتگو کر کے اس غبار کو دلائل سے صاف کر سکیں' سوئے اتفاق کہ مضمون تو چھپ گیا مگر نوٹ پیسٹنگ میں کہیں مس ہو گیا۔ جس پر ہمیں انتہائی رنج ہے' ہمارے بعض دوستوں نے اس غلطی پر ہمیں مطلع کیا (ہم ان کے شکر گزار ہیں) اور ہم نے اس سہو فاحش کے علم میں آتے ہی پرچہ کی تقسیم و ترسیل روک کر اس اختلافی نوٹ کو الگ سے چھاپ کر بقیہ نسخوں میں چسپاں کر کے روانہ کیا۔ ہمارا موقف اس مسئلہ میں بڑا واضح ہے کہ ہم نے تو سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا (والدہ رسول مقبول ﷺ) کی مرقد مبارک کی منتقلی و اہانت کے خلاف کچھ عرصہ قبل ہی ایک روحانی تحریک کا بھرپور ساتھ دیا' تقاریر کیں لیکچر دئے' خطبات جمعہ میں اس پر احتجاج کیا اور اپنے دوسرے رسالہ' ماہنامہ کاروان قمر میں اس پر مضامین شائع کئے ہیں' ہمارا عقیدہ و نظریہ اس سلسلہ میں وہی ہے جو ہمارے سلسلہ عالیہ چشتیہ کے روحانی پیشوا' معروف محقق و مفسر عظیم سیرت نگار حضرت علامہ جسٹس پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری رحمہ اللہ تعالی نے سیرت النبی ﷺ پر اپنی شہرہ آفاق تصنیف میں بیان کیا ہے ہم اسے حب رسول رکھنے والے اہل ایمان کی تسکین کے لئے من وعن شائع کر رہے ہیں۔ (نور احمد شاہتاز مدیر اعلی اعزازی)

حضرت ضیاء الامت حضور ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان کے حوالہ سے گفتگو کرتے ہوئے (ضیاء النبی جلد دوم صفحہ ۸۷) تحریر فرماتے ہیں: اہل سنت والجماعت کے علماء محققین کے جم غفیر کی اس مسئلہ کے بارے میں یہ رائے ہے کہ والدین کریمین نجات یافتہ ہیں اور جنت کی بہاروں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ اس کے بارے میں ان علماء کے تین مسلک ہیں۔

پہلا مسلک

پہلا مسلک تو یہ ہے کہ ان کا تعلق زمانہ فترت سے ہے۔ سب سے قریبی زمانہ میں مبعوث

ہونے والے رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ان کے بعد چھ سو سال کا طویل عرصہ گزر چکا تھا۔ اس عرصۂ دراز میں آپ پر نازل شدہ کتاب انجیل میں طرح طرح کی تحریفات راہ پا چکی تھیں۔ آپ کو عبداللہ ورسول اللہ کے بجائے آپ کی امت آپ کو ابن اللہ کہنے کی گمراہی میں مبتلا ہو چکی تھی۔ اب اس دور کے لوگ ہدایت کی روشنی حاصل کرتے تو کہاں سے؟ کلمہ حق سنتے تو کس سے؟ اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف بنی اسرائیل کی راہنمائی کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ حجاز کے صحرانشین ان کی امت دعوت میں ہی داخل نہ تھے۔ نہ حضرت عیسیٰ نے ان کو تبلیغ فرمائی کیونکہ ان کو دعوت حق دینا ان کی ذمہ داری ہی نہ تھی اور نہ ان کے حواریوں نے یہ زحمت برداشت کی کہ ان حقائق کی روشنی میں اس ارشاد الٰہی کا یہی لوگ مصداق ہیں۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ہم کسی کو عذاب نہیں دیتے جب تک ان میں رسول مبعوث نہ فرمائیں"

علامہ علی بن برہان الدین اپنی سیرت حلبیہ میں رقمطراز ہیں۔

ذَكَرَ الْعَلَّامَةُ ابْنُ حَجَرٍ الْهَيْتَمِيُّ حَيْثُ ذَكَرَ اَنَّ الْحَقَّ الْوَاضِحَ الَّذِيْ لَا غُبَارَ عَلَيْهِ اِنَّ اَهْلَ الْفَتْرَةِ جَمِيْعُهُمْ نَاجُوْنَ وَهُمْ مَنْ لَمْ يُرْسَلْ لَهُمْ رَسُوْلٌ يُكَلِّفُهُمْ بِالْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَالْعَرَبُ حَتّٰى فِيْ زَمَنِ اَنْبِيَاءِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَهْلُ فَتْرَةٍ لِاَنَّ تِلْكَ الرُّسُلَ لَمْ يُؤْمَرُوْا بِدَعَايَتِهِمْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَتَعْلِيْمِهِمُ الْاِيْمَانَ

"علامہ ابن حجر الہیتمی نے ذکر کیا کہ روشن حق یہ ہے جس پر کوئی گرد وغبار نہیں کہ اہل فترۃ سب کے سب نجات یافتہ ہیں اور اہل فترۃ وہ لوگ ہیں جن کی طرف کوئی رسول نہ بھیجا گیا ہو جو انہیں اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مکلف بنائے۔ پس اہل عرب بنی اسرائیل کے انبیاء کے زمانہ میں بھی اہل فترۃ تھے کیونکہ بنی اسرائیل کے رسولوں کو یہ حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اہل عرب کو بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کی دعوت دیں۔ ان کا حلقہ تبلیغ صرف بنی اسرائیل تک محدود تھا۔" (۱)

سابقہ آیت کی تائید اس دوسری آیت سے بھی ہوتی ہے ارشاد ہے۔

۱۔ سیرت حلبیہ۔ جلد ۱۔ صفحہ ۱۰۳

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا۔

"یعنی آپ کا رب بستیوں کو یوں ہی برباد نہیں کرتا یہاں تک ان کے مرکزی شہر میں ایک رسول بھیجے جو انہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سنائے۔ "

علماء کرام نے اہل فترت کو تین طبقوں میں تقسیم کیا ہے۔

پہلا طبقہ ان لوگوں کا ہے جنہوں نے اپنے نور بصیرت سے اللہ تعالیٰ کی توحید کے عقیدہ تک رسائی حاصل کر لی جیسے قس بن ساعدہ۔ زید بن عمرو بن نفیل اور قوم تبع کے بعض بادشاہ۔

دوسرا طبقہ وہ ہے جنہوں نے دین ابراہیمی کو بگاڑا بت پرستی کا آغاز کیا۔ اپنی قوم کو بڑی کوششوں سے شرک کا فاسد عقیدہ اختیار کرنے پر مجبور کیا اور اپنی طرف سے حلال و حرام کے بارے میں قانون بنا کر قوم میں رائج کئے۔ جیسے عمرو بن لحی الخزاعی اور اس کے ہم نوا۔

اس طبقہ کے جہنمی ہونے میں کوئی شک نہیں۔

تیسرا طبقہ جو اپنی غفلت اور بے خبری کی وجہ سے ہر قسم کے عقیدہ سے بے نیاز رہا نہ انہوں نے توحید خداوندی کا عقیدہ اپنایا اور نہ وہ شرک اور اصنام پرستی کے مرتکب ہوئے۔ یہ وہ طبقہ ہے جسے عذاب نہیں دیا جائے گا وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا کا مصداق یہی طبقہ ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین کے بارے میں ایک مسلک تو یہ ہے کہ وہ اہل فترۃ میں سے تھے۔ نہ ان کے پاس اسماعیل علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت تک کوئی نبی آیا نہ کسی نبی کی دعوت انہیں پہنچی اور نہ انہوں نے اس نبی کے ساتھ کفر کیا نہ اس کی دعوت کو مسترد کیا اس لئے وہ نجات یافتہ ہیں۔

دوسرا مسلک

علماء حق کا اس مسئلہ کے بارے میں دوسرا مسلک یہ ہے کہ حضور کے والدین کریمین کا دامن شرک و کفر سے کبھی داغدار نہیں ہوا۔ وہ ساری عمر اپنے جد کریم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ثابت قدم رہے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور یوم قیامت پر ان کا پختہ یقین تھا۔ مکارم اخلاق کے زندہ پیکر تھے حضرت امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مسلک ہے۔ آپ لکھتے ہیں ۔

اِنَّ اٰبَاءَ الْاَنْبِیَاءِ مَا کَانُوْا کُفَّارًا لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی اَلَّذِیْ یَرَاکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ قِیْلَ مَعْنَاهُ اِنَّهٗ کَانَ یُنْقَلُ نُوْرُهٗ مِنْ سَاجِدٍ اِلٰی سَاجِدٍ دَلَالَةً عَلٰی اَنَّ جَمِیْعَ اٰبَاءِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ

"بیشک انبیاء کرام کے آباء و اجداد کافر نہیں ہوتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میری وہ ذات ہے جو آپ کو دیکھتی ہے جب آپ کھڑے ہوتے ہیں اور جب آپ سجدہ کرنے والوں کی پیشانیوں میں منتقل ہوتے رہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ حضور کا نور ایک سجدہ کرنے والے کی پیشانی سے دوسرے سجدہ کرنے والے کی پیشانی میں منتقل ہوتا رہا۔ اس سے یہ واضح ہوا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جملہ آباء و اجداد مسلمان تھے۔" (۱)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصنیف لطیف مسالک الحنفاء میں تحریر فرماتے ہیں۔

یہ دلیل دو مقدموں پر مشتمل ہے پہلا مقدمہ تو یہ ہے کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و اجداد حضرت آدم سے لے کر حضرت عبداللہ تک اپنے ہم عصروں سے بہتر اور افضل تھے۔ اور ان کے ہم عصروں میں کوئی بھی ایسا نہ تھا جو ان سے بہتر اور افضل ہو۔

دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ احادیث اور آثار سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے نبی رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ بعثت تک کوئی ایسا دور نہیں آیا جب تک چند افراد دین فطرت پر نہ ہوں۔ جو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوں اسی کے لئے نمازیں پڑھتے ہوں اور انہیں کی برکت سے زمین کی حفاظت کی جاتی ہے اگر وہ نہ ہوں تو زمین اور جو کچھ اس کے اوپر ہے تباہ و برباد ہو جائے۔ اب اگر یہ تسلیم کیا جائے کہ حضور کے آباء و اجداد میں سے کوئی صاحب شرک و کفر کے مرتکب ہوئے تو اب ہم پوچھتے ہیں کہ کیا وہ دوسرے ہم زمانوں سے افضل تھے یا نہیں اگر افضل تھے تو لازم آئے گا کہ ایک کافر اور مشرک اہل ایمان سے افضل ہو۔ یہ امر قطعاً قابل تسلیم نہیں۔

۱۔ السیرہ الحلبیہ صفحہ ۱۰۳

اور اگر کسی زمانہ میں حضور کے آباء واجداد سے ان کے ہم عصر افضل ہوں تو یہ بھی درست نہیں کیونکہ احادیث صحیحہ سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ حضور کے آباء واجداد اپنے اپنے ہم عصروں سے افضل واعلیٰ تھے اس لئے یہ تسلیم کیے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ حضور کے سارے آباء واجداد مومن اور موحد تھے اور اپنے تمام ہم عصروں سے اعلیٰ وارفع شان کے مالک تھے۔

اب ہم وہ احادیث صحیحہ ذکر کرتے ہیں جن سے پہلے مقدمہ کی تصدیق ہوتی ہے کہ حضور کے آباء واجداد اپنے اپنے ہم عصروں سے افضل واعلیٰ تھے۔

اَخْرَجَ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ عَنْ طُرُقٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزَلِ اللّٰهُ يَنْقُلُنِیْ مِنَ الْاَصْلَابِ الطَّيِّبَةِ اِلَى الْاَرْحَامِ الطَّاهِرَةِ مُصَفًّى مُهَذَّبًا لَا تَنْشَعِبُ شُعْبَتَانِ اِلَّا كُنْتُ فِیْ خَيْرِهِمَا۔

"ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں کئی سندوں سے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے مجھے پاک پشتوں سے پاکیزہ رحموں میں منتقل فرماتا رہا ہر آلائش سے پاک کر کے ہر آلودگی سے صاف کر کے، جہاں کہیں سے دو شاخیں پھوٹیں وہاں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس شاخ میں منتقل کیا جو ان دونوں میں سے بہتر تھی۔"

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ وَحَسَّنَهٗ وَالْبَيْهَقِیُّ عَنِ الْعَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى حِيْنَ خَلَقَنِیْ جَعَلَنِیْ مِنْ خَيْرِ خَلْقِهٖ ثُمَّ حِيْنَ خَلَقَ الْقَبَائِلَ جَعَلَنِیْ مِنْ خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً وَحِيْنَ خَلَقَ الْاَنْفُسَ جَعَلَنِیْ مِنْ خَيْرِ اَنْفُسِهِمْ ثُمَّ حِيْنَ خَلَقَ الْبُيُوْتَ جَعَلَنِیْ مِنْ خَيْرِ بُيُوْتِهِمْ فَاَنَا خَيْرُهُمْ بَيْتًا وَخَيْرُهُمْ نَفْسًا۔

"امام ترمذی نے اس روایت کو اپنی سنن میں اور امام بیہقی نے حضرت عباس سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

بیشک اللہ تعالیٰ نے جب مجھے پیدا فرمایا تو مجھے بہترین مخلوق سے کیا پھر جب قبائل کو پیدا فرمایا تو مجھے سب سے بہتر قبیلہ میں کیا پھر جب نفوس کو پیدا فرمایا تو مجھے ان میں سے کیا جن کے نفوس بہت بہترین تھے پھر جب خاندانوں کو پیدا کیا تو مجھے بہترین خاندان میں رکھا۔ پس میں ان سب سے بلحاظ خاندان

اَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَالْبَیْهَقِیُّ فِی الدَّلَائِلِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِیْ جِبْرَئِیْلُ قَلَبْتُ الْاَرْضَ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَلَمْ اَجِدْ رَجُلًا اَفْضَلَ مِنْ مُحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) وَلَمْ اَجِدْ بَنِیْ اَبٍ اَفْضَلَ مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ۔

" طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کیا آپ کہتی ہیں۔ اللہ کے محبوب رسولِ عالیان صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے بتایا کہ میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو کھنگالا۔ پس میں نے کسی مرد کو اے جان جاں! آپ سے افضل نہیں پایا اور کسی خاندان کو بنی ہاشم کے خاندان سے افضل نہیں پایا۔ "

علامہ سیوطی ان روایات کو نقل کرنے کے بعد حافظ ابن حجر کا یہ قول نقل کرتے ہیں۔

قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ۔ وَمِنَ الْمَعْلُوْمِ اَنَّ الْخَیْرِیَّةَ وَالْاِصْطِفَاءَ وَالْاِخْتِیَارَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَالْاَفْضَلِیَّةَ عِنْدَهٗ لَا یَکُوْنُ مَعَ الشِّرْکِ

" حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ کسی کا کسی سے بہتر ہونا۔ اللہ تعالیٰ کا کسی کو چننا اور کسی کو پسند کرنا اور اس کی بارگاہ میں کسی کی افضلیت، اس کے مشرک ہونے کے باوجود ہرگز نہیں ہو سکتی۔ " (۱)

ان روایات سے اس دلیل کا پہلا مقدمہ ثابت ہو گیا کہ حضور کے سارے آباء و اجداد اپنے زمانہ میں اپنے اپنے ہمعصروں سے افضل اور اعلیٰ تھے اور یہ افضلیت اور یہ علو مرتبت اس وقت انہیں نصیب ہو سکتی ہے جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان رکھتے ہوں اور

۱۔ مسالک الحنفا صفحہ ۲۲

ان کا عقیدہ شرک کی آلودگی سے ملوث نہ ہو۔ اب اس دلیل کے دوسرے مقدمہ کے متعلق چند روایات ملاحظہ فرمائیں۔

قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِي الْمُصَنَّفِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ لَمْ يَزَلْ عَلَى وَجْهِ الدَّهْرِ فِي الْأَرْضِ سَبْعَةٌ مُسْلِمُونَ فَصَاعِدًا فَلَوْلَا ذٰلِكَ هَلَكَتِ الْأَرْضُ وَمَنْ عَلَيْهَا۔ هٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَمِثْلُهُ لَا يُقَالُ مِنْ قِبَلِ الرَّأْيِ وَلَهُ حُكْمُ الرَّفْعِ۔

"عبدالرزاق نے المصنف میں معمر سے انہوں نے ابن جریج سے انہوں نے ابن میسّب سے روایت کیا ہے کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہمیشہ روئے زمین پر کم از کم سات مسلمان رہے ہیں۔ اگر یہ سات مسلمان نہ ہوں تو زمین اور جو کچھ اس پر ہے سب کچھ تہس نہس ہو جائے۔ عبدالرزاق کہتے ہیں کہ یہ سند صحیح ہے اور شیخین کی شرط پر۔ اور یہ ایسی بات ہے جو کوئی راوی اپنی رائے سے نہیں کہہ سکتا جب تک زبانِ نبوت سے وہ نہ سنے اس لئے یہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہے۔ یعنی سیدنا علی مرتضیٰ نے یہ ارشاد نبی کریم کی زبان سے سنا اور پھر روایت کیا۔"

أَخْرَجَ ابْنُ الْمُنْذِرِ فِي تَفْسِيرِهِ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ فِي قَوْلِهِ رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي، قَالَ لَا يَزَالُ مِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرٰهِيمَ عَلَى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ نَاسٌ عَلَى الْفِطْرَةِ يَعْبُدُونَ اللّٰهَ۔

"ابن منذر نے اپنی تفسیر میں سند صحیح کے ساتھ ابن جریج سے رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي کی تفسیر نقل کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں سے کچھ آدمی دین فطرت پر رہیں گے اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے۔"

ان روایات کے علاوہ آیات قرآنی سے بھی اس امر کی تصدیق ہوتی ہے۔

وَإِذْ قَالَ إِبْرٰهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ

إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي وَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ۔

"اور یاد کرو جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم کو کہا کہ میں بیزار ہوں ان سے جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ بجز اس ذات کے جس نے مجھے پیدا فرمایا پس وہی مجھے ہدایت دے گا اور کر دیا اللہ تعالیٰ نے اس کلمہ کو باقی رہنے والا آپ کی اولاد میں۔"

اس آیت کی تشریح حضرت ابن عباس سے یوں منقول ہے۔

قَوْلُهُ تَعَالَى جَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ قَالَ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللهُ بَاقِيَةٌ فِي عَقِبِ إِبْرَاهِيمَ۔

"کہ لا الہ الا اللہ کا کلمہ حضرت ابراہیم کی نسل میں باقی رہے گا۔"

یعنی ہر زمانہ میں چند افراد ایسے رہیں گے جو اس کلمہ توحید پر پختہ ایمان رکھتے ہوں۔

علامہ شہرستانی الملل والنحل میں لکھتے ہیں۔

كَانَ دِينُ إِبْرَاهِيمَ قَائِمًا وَالتَّوْحِيدُ فِي صَدْرِ الْعَرَبِ شَائِعًا وَأَوَّلُ مَنْ غَيَّرَهُ وَاتَّخَذَ عِبَادَةَ الْأَصْنَامِ عَمْرُو بْنُ لُحَيٍّ الْخُزَاعِيُّ۔

"دین ابراہیم قائم رہا۔ اور توحید اہل عرب کے سینوں کو روشن کرتی رہی پہلا شخص جس نے دین ابراہیمی کو بدلا اور بتوں کی عبادت شروع کی وہ عمرو بن لحی الخزاعی تھا۔"

اہل تحقیق کے نزدیک حضرت ابراہیم سے لے کر کعب بن لوئی تک تمام آباء و اجداد دین ابراہیمی پر تھے اور کعب کے فرزند مرہ بھی اسی دین پر تھے کیونکہ ان کے والد نے انہیں وصیت کی تھی کہ وہ دین ابراہیمی پر ثابت قدم رہیں۔ مرہ اور عبد المطلب کے درمیان چار اجداد ہیں۔ وھم کلاب وقصی وعبد مناف وہاشم۔ ان حضرات کے حالات میں ایسے شواہد کا آپ مطالعہ کر چکے ہیں جن سے ان کے عقیدہ توحید کا پتہ چلتا ہے۔ حضرت عبد المطلب کے بارے میں تو علامہ شہرستانی کی رائے کا ذکر ہی کافی ہے وہ اپنی مشہور تصنیف الملل والنحل میں لکھتے ہیں۔

ظَهَرَ نُورُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَسَارِيرِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

بَعْدَ الظُّهُوْرِ وَبِبَرَكَةِ ذٰلِكَ النُّوْرِ أُلْهِمَ النَّذْرُ فِيْ ذِبْحِ وَلَدِهٖ وَبِبَرَكَتِهٖ كَانَ يَأْمُرُ وُلْدَهٗ بِتَرْكِ الظُّلْمِ وَالْبَغْيِ وَيَحُثُّهُمْ عَلٰى مَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَيَنْهَاهُمْ عَنْ دَنِيَّاتِ الْاُمُوْرِ وَبِبَرَكَةِ ذٰلِكَ النُّوْرِ قَالَ لِاَبْرَهَةَ اَنَّ لِهٰذَا الْبَيْتِ رَبًّا۔

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور عبدالمطلب کے خد و خال میں چمکتا تھا۔ اس نور کی برکت سے حضرت عبداللہ کو ذبح کرنے کے بجائے نذر دینے کا انہیں الہام ہوا۔ اسی نور کی برکت سے وہ اپنی اولاد کو ظلم اور سرکشی کو ترک کرنے کا حکم دیتے تھے مکارم اخلاق کو اپنانے پر انہیں برانگیختہ کرتے تھے اور کمینی حرکتوں سے ان کو روکتے تھے اسی نور کی برکت سے آپ میں یہ جرأت پیدا ہوئی کہ آپ نے ابرہہ کو کہا کہ اس گھر کا بھی ایک مالک ہے جو اس کی حفاظت کرنا جانتا ہے۔"

نیز غزوہ حنین میں جب دشمنوں کی اچانک تیراندازی سے لشکر اسلامی میں عارضی طور پر بھگدڑ مچ گئی تو حضور اپنے خچر پر سوار ہو کر تیروں کی بوچھاڑ میں میدان جنگ میں یہ رجز پڑھتے ہوئے تشریف لائے۔

اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ ۔ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

"کہ میں سچا نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں ہے میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔"

اگر عبدالمطلب موحد نہ ہوتے تو حضور کبھی ان کی فرزندی پر فخر نہ کرتے کیونکہ کافر کی فرزندی پر فخر کرنا ممنوع ہے۔ جن احادیث میں والدین کریمین کے مشرک یا معذب ہونے کا ذکر ہے وہ روایات ضعیف ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی روایت ضعیف نہ بھی ہو تو زیادہ سے زیادہ وہ خبر واحد ہوگی اور خبر واحد آیات قطعیہ (وما کنا معذبین وغیرہ) آیات کی مخصص یا ناسخ نہیں ہو سکتی۔

حاکم نے مستدرک میں جس حدیث کو صحیح کہا ہے اس کے بارے میں عقبہ نے یہ کہا۔

لَا وَاللّٰهِ فَعُثْمَانُ بْنُ عُمَيْرٍ ضَعَّفَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ

"نہیں بخدا وہ صحیح نہیں عثمان بن عمیر کو دار قطنی نے ضعیف کہا ہے۔"

حافظ ذہبی نے اس حدیث کے بارے میں شرعی قسم کھا کر کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے۔ بَيَّنَ الذَّهَبِيُّ ضُعْفَ الْحَدِيْثِ وَحَلَفَ عَلَيْهِ يَمِيْنًا

شَرْعِيًّا " (۱)

اس تحقیق کے بعد علامہ سیوطی کہتے ہیں۔

إِذَا لَمْ يَكُنْ فِي الْمَسْئَلَةِ إِلَّا أَحَادِيْثُ ضَعِيفَةٌ كَانَ لِلنَّظْرِ فِيْ غَيْرِهَا مَجَالٌ۔

"جب اس مسئلہ میں صرف ضعیف احادیث ہی ہوں تو اب اس مسئلہ کے برعکس غور و فکر کرنے کی گنجائش ہوگی۔"

تیسرا مسلک

اس مسئلہ میں علماء کرام کا تیسرا مسلک یہ ہے کہ

إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَحْيٰ لَهٗ أَبَوَيْنِ حَتّٰى اٰمَنَا بِهٖ وَهٰذَا الْمَسْلَكُ مَالَ إِلَيْهِ طَائِفَةٌ كَبِيْرَةٌ مِّنْ حُفَّاظِ الْمُحَدِّثِيْنَ وَغَيْرِهِمْ مِنْهُمْ اِبْنُ شَاهِيْنَ وَالْحَافِظُ أَبُوْبَكْرٍ الْخَطِيْبُ الْبَغْدَادِيْ وَالسُّهَيْلِيْ وَالْقُرْطُبِيْ وَالْمُحِبُّ الطَّبَرِيْ۔ وَالْعَلَّامَةُ نَاصِرُ الدِّيْنِ اِبْنُ الْمُنِيْرِ وَغَيْرُهُمْ

"اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے حضور کے والدین کو زندہ فرمایا اور وہ حضور پر ایمان لے آئے۔ حفاظ محدثین میں سے ایک بہت بڑا گروہ اس مسلک کی طرف مائل ہوا ہے ان میں سے چند نام یہ ہیں۔ ابن شاہین۔ حافظ ابو بکر الخطیب البغدادی۔ ابو القاسم سہیلی۔ ابو عبداللہ القرطبی۔ محب طبری۔ علامہ ناصر الدین ابن المنیر وغیرھم۔" (۲)

اس مقام پر عصر حاضر کے مایہ ناز محقق امام محمد ابو زہرہ رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔ میں ان کی کتاب خاتم النبیین سے اقتباس پیش کرتا ہوں مجھے یقین ہے اس کا مطالعہ کرنے سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی اور آپ کا دل مسرور ہو گا۔

۱۔ مسالک الحنفاء صفحہ ۴۷

۲۔ مسالک الحنفاء صفحہ ۵۶

وَلَا شَكَّ اَنَّ الْخَبَرَ الَّذِیْ یَقُوْلُ اِنَّ اَبَا مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ فِی النَّارِ خَبَرٌ غَرِیْبٌ فِیْ مَعْنَاہُ کَمَا ھُوَ غَرِیْبٌ فِیْ سَنَدِہٖ لِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا وَقَدْ کَانَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَاُمُّہٗ عَلٰی فَتْرَۃٍ مِّنَ الرُّسُلِ فَکَیْفَ یُعَذَّبُوْنَ ؟ اِنَّ ھٰذَا مُخَالِفٌ لِلْحَقَائِقِ الدِّیْنِیَّۃِ لَقَدْ مَاتَ اَحَدُھُمَا قَبْلَ اَنْ یَبْرُزَ الرَّسُوْلُ اِلَی الْوُجُوْدِ وَمَاتَتِ الْاُخْرٰی وَھُوَ غُلَامٌ لَمْ یُبْعَثْ رَسُوْلًا وَلِذٰلِكَ کَانَ الْخَبَرُ الَّذِیْ یَقُوْلُ اِنَّھَا فِی النَّارِ مَرْدُوْدًا بِغَرَابَۃِ سَنَدِہٖ اَوَّلًا، وَلِبُعْدِ مَعْنَاہُ عَنِ الْحَقِیْقَۃِ ثَانِیًا

"اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ خبر جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد کے بارے میں کہا گیا ہے معنی کے لحاظ سے بھی غریب ہے جس طرح سند کے لحاظ سے غریب ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔" ہم اس وقت تک عذاب دینے والے نہیں یہاں تک کہ ہم رسول بھیجیں اور حضور کے والدین کریمین نے فترۃ کا زمانہ پایا تو انہیں کیونکر عذاب دیا جا سکتا ہے۔ یہ بات دینی حقائق کے سراسر خلاف ہے۔ والد ماجد تو حضور کی پیدائش سے پہلے وفات پا گئے اور والدہ ماجدہ نے جب وفات پائی تو حضور ابھی بالکل چھوٹے تھے اور رسول مبعوث نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے وہ خبر جس میں ان کے بارے میں ہے کہ وہ دونوں آگ میں ہیں مردود ہے ایک تو اس وجہ سے کہ اس کی سند میں غرابت ہے اور دوسرا اس وجہ سے کہ اس کا معنی حقیقت سے بہت دور ہے۔"

اس کے بعد امام موصوف اس قسم کی باتیں سن کر اپنی قلبی کیفیت کا یوں اظہار کرتے ہیں۔

وَفِی الْحَقِّ اَنِّیْ ضَرَسْتُ فِیْ سَمْعِیْ وَ فَھْمِیْ عِنْدَ مَا تَصَوَّرْتُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ وَاٰمِنَہٗ یَتَصَوَّرُ اَنْ یَّدْخُلَا النَّارَ لِاَنَّہٗ عَبْدُ اللّٰہِ الشَّابُّ الصَّبُوْرُ الَّذِیْ رَضِیَ بِاَنْ یُذْبَحَ لِنَذْرِ اَبِیْہِ وَتَقَدَّمَ رَاضِیًا۔ وَلَمَّا افْتَدَتْہُ قُرَیْشٌ اِسْتَقْبَلَ الْفِدَاءَ رَاضِیًا وَھُوَ

الَّذِیْ کَانَ عَیُوْفًا عَنِ اللَّهْوِ وَالْعَبَثِ وَهُوَالَّذِیْ بَرَزَتْ
اِلَیْهِ الْمَرْاَةُ تَقُوْلُ هَیْتَ لَكَ فَیَقُوْلُ لَهَا اَمَّا الْحَرَامُ فَالْمَمَاتُ
دُوْنَهُ وَلِمَاذَا یُعَاقَبُ فِی النَّارِ وَهُوَلَمْ تَبْلُغْ دَعْوَةُ رَسُوْلٍ

"جب میں یہ تصور کرتا ہوں کہ حضرت عبداللہ اور سیدہ آمنہ نار میں ہیں تو مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ کوئی شخص میرے کان اور میرے فہم پر ہتھوڑے مار رہا ہے۔ کیونکہ عبداللہ وہ نوجوان تھے جن کا شعار صبر تھا۔ وہ اپنے باپ کی نذر کے مطابق ذبح ہونے پر راضی تھے۔ اور اپنی رضامندی سے آگے بڑھ کر اپنے سر کا نذرانہ پیش کیا۔ اور جب قریش نے سو اونٹ بطور فدیہ دینے کے لئے کہا تو اس پر بھی بخوشی رضامند ہو گئے وہ عبداللہ جو اپنے بے پایاں حسن و شباب کے باوجود لہو ولعب سے ہمیشہ کنارہ کش رہے اور جب ایک دوشیزہ نے دعوت گناہ دی تو جھٹ اسے جواب دیا "اَمَّا الْحَرَامُ فَالْمَمَاتُ دُوْنَهُ۔" تم مجھے حرام کے ارتکاب کی دعوت دیتی ہو اس سے تو مر جانا بہتر ہے۔ ایسے پاکباز اور صدق شعار نوجوان کو آخر کیوں دوزخ میں پھینکا جائے گا۔ حالانکہ اسے کسی نبی نے دعوت بھی نہیں دی۔" (۱)

آگے لکھتے ہیں۔

رہی حضور کی والدہ، تو وہ خاتون جس کو شادی کے فوراً بعد اپنے شوہر کی اچانک موت کا جانکاہ صدمہ پہنچا تو اس نے صبر کا دامن مضبوطی سے پکڑ لیا اپنے بچے کو یتیم اور نادار پایا تو پھر بھی جزع فزع نہیں کی بلکہ صبر کو اپنا شعار بنایا کیا کوئی شخص تصور کر سکتا ہے کہ ایسی حور شمائل خاتون کو دوزخ میں جھونک دیا جائے گا حالانکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی نبی اسے ہدایت دینے کے لئے نہیں آیا اور نہ کسی نے اسے توحید الٰہی کی دعوت دی ہے۔

آخر میں رقمطراز ہیں۔

وَخُلَاصَةُ الْقَوْلِ وَهُوَمَا اِنْتَهَیْنَا اِلَیْهِ بَعْدَ مُرَاجَعَةِ الْاَخْبَارِ

۱۔ خاتم النبیین صفحہ ۱۳۲۔ ۱۳۴ جلد اول

فِیْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ اِنَّ اَبَوَیْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ فَتْرَةٍ وَاِنَّهُمَا كَانَا قَرِیْبَیْنِ اِلَى الْهُدٰى وَاِلَى الْاَخْلَاقِ الْكَرِیْمَةِ الَّتِیْ جَاءَ بِهٖ شَرْعُ اِبْنِهِمَا مِنْ بَعْدُ وَاِنَّهُمَا كَانَا عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ وَنَعْتَقِدُ اَنَّهٗ بِمُرَاجَعَةِ النُّصُوْصِ الْقُرْاٰنِیَّةِ وَالْاَحَادِیْثِ الصَّحِیْحَةِ لَا یُمْكِنُ اَنْ یَّكُوْنَا فِی النَّارِ فَاُمُّهُ الْمُجَاهِدَةُ الصَّبُوْرُ الْحَفِیَّةُ بِوَلَدِهَا لَا تَمَسُّهَا النَّارُ لِاَنَّهٗ لَا دَلِیْلَ عَلَى اسْتِحْقَاقِهَا بَلِ الدَّلِیْلُ قَامَ عَلٰى وُجُوْبِ الثَّنَاءِ عَلَیْهِمَا هِیَ وَزَوْجُهَا الذَّبِیْحُ الطَّاهِرُ

" ہماری ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے جس پر ہم اس مسئلہ کے بارے میں تمام احادیث کا مطالعہ کرنے کے بعد پہنچے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابوین کریمین نے وہ زمانہ پایا جس میں رسولوں کی آمد منقطع تھی اور وہ دونوں ہدایت اور اخلاق کریمہ کے بالکل قریب تھے جو بعد میں ان کے لخت جگر نے بطور شریعت دنیا کو پیش کی۔ اور قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد ہمارا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ دوزخ میں ڈالے جائیں آپ کی والدہ وہ مجاہدہ ہیں جو سراپا صبر تھیں۔ اپنے فرزند دل بند کے ساتھ بڑی شفیق تھیں انہیں آگ کیسے چھو سکتی ہے۔ کوئی ایسی دلیل نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ وہ آگ میں جلائے جانے کی مستحق ہے۔ بلکہ دلیلیں تو اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ ان کی اور ان کے شوہر نامدار کی جو ذبیح اور طاہر کے لقب سے ملقب تھے ان پر جی بھر کر تحسین و آفرین کے پھول برسائے جائیں۔ (۱)

علامہ مذکور نے اپنی یہ مدلل بحث ان جملوں پر ختم کی۔

وَمَا انْتَهَیْنَا اِلٰى هٰذَا الْحُكْمِ مُحَبَّتَنَا بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ كُنَّا نَرْجُوْهَا وَنَتَمَنَّاهَا وَلٰكِنْ بِحُكْمِ الْعَقْلِ وَالْمَنْطِقِ وَالْقَانُوْنِ الْخُلُقِیِّ الْمُسْتَقِیْمِ۔ وَالْاَدِلَّةِ الشَّرْعِیَّةِ الْقَوِیْمَةِ وَمَقَاصِدِ الشَّرِیْعَةِ وَغَایَاتِهَا

۱۔ خاتم النبیین، جلد ۱ صفحہ ۱۳۴

"ہم اس نتیجہ پر صرف اسے لئے نہیں پہنچے کہ ہمارے دل میں اللہ کے رسول کی محبت ہے اور اس محبت کا یہ تقاضا ہے کہ ہم اس نتیجہ پر پہنچیں۔ اگر چہ ہم اس بات کی امید رکھتے ہیں اور تمنا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو اپنے محبوب کی محبت سے سرشار رکھے لیکن ہم اس نتیجہ پر اس لئے پہنچے ہیں کہ عقل، منطق اور خلق مستقیم کا قانون شریعت کی مضبوط دلیلیں اور شریعت کے اغراض و مقاصد، ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم اس بارے میں اس نتیجہ پر پہنچیں۔ "

آخر میں قاضی ابو بکر ابن عربی جو مسلک مالکیہ کے جلیل القدر ائمہ سے ہوئے ہیں اور جن کی تفسیر احکام القرآن ان کے علم و فضل کی سب سے بڑی دلیل ہے ان کے ایک فتوی کے ذکر پر اکتفا کرتا ہوں۔

سُئِلَ القَاضِیْ اَبُوْبَکْرِ ابْنِ الْعَرَبِیْ عَنْ رَجُلٍ قَالَ اِنَّ اٰبَاءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی النَّارِ فَاَجَابَ مَنْ قَالَ ذٰلِکَ فَھُوَ مَلْعُوْنٌ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَلَا اَذٰی اَعْظَمُ مِنْ اَنْ یُّقَالَ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّہٗ کَذَا اَکَذَا

"قاضی ابو بکر ابن عربی سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے۔ جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و اجداد کے بارے میں یہ کہتا ہے کہ وہ فی النار ہیں آپ نے جواب دیا جو شخص یہ کہتا ہے وہ ملعون ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وہ لوگ جو اذیت پہنچاتے ہیں اللہ کو اور اس کے رسول کو لعنت بھیجتا ہے ان پر اللہ تعالیٰ دنیا میں اور آخرت میں پھر کہا اس سے بڑی اذیت کیا ہے کہ حضور کے والدین کے بارے میں یہ کہا جائے۔ "

نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ غَضَبِہٖ وَغَضَبِ حَبِیْبِہٖ وَزَیْغِ الْقُلُوْبِ عَنِ الْحَقِّ وَحِرْمَانِ الْعُقُوْلِ عَنْ فَھْمِ الْحَقِیْقَۃِ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ اٰمِیْنَ